اقوامِ متحدہ کے تجویز کردہ بنیادی حقوق برائے صارفین کا شریعتِ اسلامیہ کی روشنی میں تجزیاتی مطالعہ

An analytical study of the fundamental rights for consumers proposed by the United Nations in the light of Islamic law

Dr. Abdul Ghaffar[1]
Hafiz Muhammad Arshad Habib[2]

Abstract:
The United Nations Institute was established to protect the rights of the people and peace in the world. The UN General Assembly has enacted legislation in various ways to protect consumer rights, and member states have been obliged to legislate according to the environment and requirement of their state. For consumers, the United Nations has set up a "Guideline for Consumer" that outlines suggestions and guidelines for consumer rights and their protection, according to which consumers have the right to free environment, choice of goods and redress altogether for purchase. Islamic Law has given guidance on all aspects of human life and has given detailed rulings. Similarly, the rulings and issues about consumers are described at a large rate. The books of Hadith and Jurisprudence describe in detail the rights of consumers under the title "Buyū" (selling and buying/trade), which fully covers contemporary needs. This article analyses the rights for consumers proposed by the United Nations and stated by Islamic Law.

Keywords: *Islamic Law, Consumer, Rights, United Nations*

اقوامِ متحدہ نے صارفین کے حقوق کے تحفظ کیلئے قوانین مرتب کئے ہیں۔ اقوامِ متحدہ کے قوانین برائے صارفین کا جائزہ لینے کے بعد یہ اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ صارفین کے حقوق کے بارے میں کس حد تک عملی اقدامات اٹھانے کی طرف سعی کی گئی ہے۔ اس مقالہ میں صارفین کے ان حقوق کو بیان کیا گیا ہے جن کو شریعتِ اسلامیہ نے بڑی وضاحت سے بیان کیا ہے اور یہ خصوصیت فقط اقوام متحدہ کے منشور کو حاصل نہیں بلکہ اسلام نے اس سے کئی گنا زیادہ صارفین کے حقوق کو تحفظ فراہم کیا ہے۔

اقوام متحدہ کی تشکیل:

دوسری جنگ عظیم 1945-1939ء کے اختتام پر عالمی طاقتوں نے فیصلہ کیا کہ مستقبل میں ہونے والے عالمی تنازعات کو روکنے، ریاستوں کے مسائل حل کرنے اور پُر امن بین الاقوامی تعلقات قائم کرنے کے لیے ایک فورم ہونا چاہئے جس میں تمام ریاستوں کو نمائندگی حاصل ہو اس مقصد کے حصول کے لئے ایک بین الاقوامی ادارہ قائم کیا جائے چنانچہ 24 اکتوبر 1945ء کو اقوام متحدہ United Nations کا قیام عمل میں آیا۔[3]

[1]. Associate Professor/Chairman, Department of Fiqh and Shariah, The Islamia University of Bahawalpur.
Email: abdul.ghaffar@iub.edu.pk, ORCID ID: https://orcid.org/0000-0001-7132-0093
[2].Ph.D Scholar, Department of Islamic Studies, The Islamiya University of Bahawalpur.
Email: arshadhabib12@gmail.com, ORCID ID: https://orcid.org/0000-0003-4039-8423

[3] United Nation overview, the United Nation: An Introduction for Students. https://www.un.org/en/front-page-en/page/404

اقوام متحدہ کے قیام کا بنیادی مقصد دنیا میں امن کا قیام، بین الاقوامی مسائل کا حل، اقوام عالم کو انصاف کی فراہمی اور ریاستوں کے مابین باہمی تعاون اور ہم آہنگی پیدا کرنا ہے۔[4]

اقوام متحدہ کی تشکیل کے وقت 51 ممالک نے اس کی رکنیت اختیار کی اور اب تک 193 ممالک اقوام متحدہ کی رکنیت حاصل کر چکے ہیں۔[5] یہ تمام ممالک اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی میں مساوی نمائندگی کے حامل ہیں۔ اقوام متحدہ کے منشور میں بین الاقوامی تنازعات کو حل کرنے کے ساتھ ساتھ انسانی حقوق کا تحفظ بھی شامل ہے، تحفظ حقوقِ انسانی کے لیے عالمی معیار طے کر کے ان کے جملہ حقوق کی حفاظت اور ان کی ترویج بھی شامل ہے۔[6] اقوام متحدہ میں جہاں خواتین بچوں مزدوروں اور غریبوں کے حقوق کی وضاحت کی گئی ہے وہاں صارفین کے حقوق کے تحفظ کے لیے بھی اقدامات کیے گئے ہیں۔

صارف کی تعریف

صارف سے مراد خرچ کرنے والا، وہ شخص جو کسی چیز کو استعمال کرنے کی نیت سے خریدتا ہے[7]، جسے خریدار بھی کہتے ہیں، عربی میں صارف کو مشتری کہتے ہیں اور جدید عربی اصطلاح میں المستھلک کہا جاتا ہے۔ انگریزی میں صارف کو کنزیومر Consumer کہا جاتا ہے اور اس کے لیے کسٹمر Customer اور بائیر Buyer کی اصطلاح بھی استعمال ہوتی ہے لیکن صارف کے لیے خاص لفظ کنزیومر Consumer ہی استعمال ہوتا ہے۔ اسلام آباد کنزیومر پروٹیکشن ایکٹ 1995ء میں صارف کی تعریف یوں بیان کی گئی ہے:

> "صارف سے مراد ایسا شخص جو غور و فکر سے سامان خریدتا ہے جس کی مکمل یا جزوی ادائیگی کی گئی ہو یا جزوی طور پر ادائیگی کا وعدہ کیا گیا ہو یا وہ موخر ادائیگی کے کسی بھی نظام کے تحت کرایہ پر اشیاء لیتا ہے۔"[8]

صارفین کے حقوق کے تحفظ کے لیے قانون سازی

صارفین کے حقوق کے تحفظ کے لیے اقوام متحدہ نے نے گائیڈ لائنز فار کنزیومر پروٹیکشن UN Guideline for Consumer Protection ترتیب دی ہے جس میں صارفین کے حقوق کے تحفظ کے لیے رکن ممالک کو قانون سازی کی ترغیب دی گئی ہے اس میں رہنمائی کی گئی ہے کہ صارفین کے حقوق کے تحفظ کے لیے کیا اقدامات کرنے چاہئیں اور کن خطوط پر قانون سازی کی جائے۔

پہلی بار اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی نے 16 اپریل 1985ء کو اس کی منظوری دی اور 26 جولائی 1999ء میں اقوام متحدہ کی معاشی اور معاشرتی کونسل نے اس کی توثیق کرتے ہوئے مزید اضافہ کیا اور 22 دسمبر 2015ء میں اس گائیڈ لائنز فار کنزیومر پروٹیکشن پر نظر ثانی کرتے ہوئے جنرل اسمبلی نے اسے منظور کر لیا۔[9]

---

[4] https://ask.un.org/faq/176175

[5]https://www.un.org/en/about-us#:~:text=Member-,States,recommendation%20of% 20the% 20Security% 20Council

[6] https://www.un.org/en/about-us/un-charter#:~:text=The%20Charter%20of%20the%20United,document%20of%20the%20United%20Nations.&text=The%20UN%20Charter%20codifies%20the,of%20force%20in%20international%20relations

[7]. Feroz-ud-Dīn, Moulvī, *Feroz-ul-Lughāt*, Lahore, Feroz Sons Limited, 2010, p.857

[8]The Gazette of Pakistan, Islamabad, Printing Corporation of Pakistan Press, 1995, p.940

یہ گائیڈ لائن رکن ممالک، کاروباری اداروں، سول سوسائٹی، عوامی اور نجی سامان بنانے والے اداروں اور خدمات فراہم کرنے والوں کو صارفین کے حقوق کے تحفظ سے متعلق رہنمائی کرتی ہے اس میں صارفین سے متعلق درج ذیل حقوق اور بنیادی ضروریات بیان کی گئی ہیں:

1. صارفین کی ضروری سامان اور خدمات تک رسائی۔
2. صارفین کے نقصانات کا تحفظ۔
3. صارفین کی صحت و سلامتی سے متعلق خطرات سے تحفظ۔
4. صارفین کے معاشی مفادات کا فروغ اور تحفظ۔
5. صارفین کو انفرادی خواہشات اور ضروریات کے مطابق انتخاب کا حق اور خاطر خواہ معلومات تک رسائی حاصل کرنے کا اختیار۔
6. صارفین کی تعلیم کا حق: بشمول صارفین کے پسندیدہ ماحولیاتی، معاشرتی اور معاشی نتائج کے لحاظ سے تعلیم۔
7. صارفین کے تنازعات کا موثر حل اور نقصان کے ازالے کی دستیابی۔
8. صارفین کے حقوق کے تحفظ کے لیے تنظیم سازی کی اجازت اور موثر فیصلہ سازی میں اپنے خیالات پیش کرنے کا موقع فراہم کرنا۔
9. پائیدار کھپت کے نمونوں کو فروغ دینا۔
10. برقی تجارت Electronic Commerce استعمال کرنے والے صارفین کا بہتر تحفظ جو دیگر تجارتی قسموں سے کم نہ ہو۔
11. صارفین کی رازداری کا تحفظ اور عالمی معلومات تک مفت رسائی۔[10]

اسلام نے قرآن کریم اور احادیث مبارکہ کے ذریعے صارفین کے حقوق کا تحفظ کیا ہے اور ہر اس چیز سے منع کیا ہے جو صارفین کے استحصال کا باعث ہے۔ تجارتی لین دین میں اسلام نے یہ ضروری قرار دیا ہے کہ فریقین اس تجارتی معاملے میں رضامند ہوں اور انہیں ہر قسم کا تحفظ حاصل ہو قرآن حکیم میں اسی جانب اشارہ کرتے ہوئے فرمایا گیا:

"اِلَّآ اَنۡ تَكُوۡنَ تِجَارَةً عَنۡ تَرَاضٍ مِّنۡكُمۡ۔"[11]

"البتہ یہ کہ تجارت تمہاری باہمی رضامندی سے ہو۔"

یہ آیت تاجر اور صارف کے درمیان خوشگوار اور بہترین صحت مندانہ ماحول میں بیع کو بیان کرتی ہے، اس آیت کی روشنی میں صارف کو یہ حق دیا گیا ہے کہ جو چیز خریدنا چاہتا ہے اس میں اس کی رضا شامل ہونا ضروری ہے اس معاملے میں کسی قسم کی زبردستی نہیں کی جاسکتی۔

صارفین کے تنازعات کا موثر حل اور نقصان کے ازالے کی دستیابی

خرید و فروخت میں تنازعات سے بچنے اور فریقین کو تجارتی تحفظ فراہم کرنے کے لیے فقہ اسلامی میں خیارات بیان کیے گئے ہیں تاکہ لین دین میں اگر کوئی خرابی پیدا ہو جائے تو فریقین کے مابین معاملہ فہمی ہو سکے اور ان تنازعات کو حل کیا جاسکے اور دوطرفہ حقوق محفوظ رہیں تاکہ کوئی ایک

[9]. UN Guidelines for Consumer Protection, Printed at United Nations, Geneva-1613427(E)-July 2016, p.3
[10]. ibid, p. 7-8
[11]. Al-Nisā, 29:4

دوسرے کو نقصان نہ پہنچا سکے اگر دینِ اسلام میں خیارات کا بغور مطالعہ کیا جائے تو ان کا زیادہ تعلق مشتری یعنی صارف سے ہے۔ فقہ اسلامی میں خیار سے مراد ہے:

"هو حق العاقد فى فسخ العقد وامضائه لظهور مسوغ شرعى او بمقتضى اتفاق عقدى۔" [12]

اس تعریف کی رو سے خیار خریدنے یا بیچنے والے کا وہ حق ہے جس میں وہ بیع نافذ یا منسوخ کر سکتا ہے۔

صارفین کو انفرادی خواہشات اور ضروریات کے مطابق انتخاب کا حق

اسلام نے صارف کو یہ حق خیارِ قبول کے نام سے دیا ہے۔ اگر کسی نے دوسرے شخص کو کسی چیز کے خریدنے یا فروخت کرنے کی ایجاب کی ہو تو فریق ثانی اس ایجاب کو قبول کرنے یا رد کرنے کا کلی اختیار رکھتا ہے فریقین کے اس اختیار کو "خیارِ قبول" کہتے ہیں۔ ارشادِ نبوی ﷺ ہے:

"اذا تبايع الرجلان فكل واحد منهما بالخيار مالم يتفرقا فكانا جميعاً۔" [13]

"جب دو اشخاص خرید و فروخت کا معاملہ کریں، تو ان میں سے ہر ایک کو جدا ہونے سے پہلے اختیار ہے کہ وہ ایجاب کو قبول کرے یا رد کر دے۔"

اسی طرح ایک اور روایت میں فرمانِ رسالت مآب ﷺ ہے:

"البيعان كل واحد منهما بالخيار علىٰ صاحبه مالم يتفرقاً الا بيع الخيارِ" [14]

"بیع خیار میں فروخت کنندہ اور خریدار میں سے ہر ایک کو خیار کا حق ہے، جب تک کہ وہ ایک دوسرے سے الگ نہ ہوں۔"

خیارِ قبول کے لئے شرائط:

خیارِ قبول کے جواز کے لئے مندرجہ ذیل شرائط ہیں:

1. مجلس کے بدلنے سے پہلے قبول کر لیا جائے کیونکہ مجلس کے اختتام کے بعد خیار قبول نہیں رہتا بلکہ نئے سرے سے ایجاب کی ضرورت ہوتی ہے۔
2. ایجاب کرنے والا زندہ ہو، یعنی اگر عاقدین میں سے ایجاب نہ کرنے والا انتقال کر جائے تو اب دوسرے کے لئے خیارِ قبول نہ رہا۔
3. قبول سے پہلے موضوع تبدیل نہ ہو۔
4. قبول کرنے سے پہلے موجب کو اختیار ہے کہ ایجاب کو واپس کرلے کیونکہ فریقِ ثانی کے قبول کر لینے کے بعد واپس لینے کا اختیار نہیں

صارفین کی تعلیم کا حق

(بشمول صارفین کے پسندیدہ ماحولیاتی، معاشرتی اور معاشی نتائج کے لحاظ سے تعلیم)

---

[12]. *Al-Mousūah Al- Fiqhiyah, Al-Kuwaitiyah, Al-Kuwait,* Dār-us-Salāsil, 41/20

[13]. Ahmad bin Hanbal, *Al-Musnad, Musnad Al-Ashrah Al-Mubasharīn bil-Jannah, Musnad Abdullah bin Umar,* Cairo, Dār-ul-Hadīth, Hadīth:6006

[14]. Muslim bin Hujjāj, *Al-Jāme Al-Sahīh, Kitāb Al-Buyū, Chapter: Subūt Khiyār Al-Majlis,*Beirut, Dār Ihyā Al-Turās Al-Arbī, Hadith: 1531

شریعت اسلامیہ میں یہ حق خیار وصف کہلاتا ہے۔ اگر بائع نے فروخت کرتے وقت مبیع کی خصوصیات بیان کیں اور بعد میں وہ خصوصیات مبیع میں نہ پائی جائیں تو مشتری کو اختیار ہے کہ وہ معاہدہ فسخ کردے مشتری کے اس اختیار کو "خیارِ وصف" کہتے ہیں، مثلاً کسی نے اپنی گائے بیچی اور کہا کہ یہ دودھ دیتی ہے بعد میں معلوم ہوا کہ ایسا نہیں ہے یا کسی نے رات کے وقت کوئی چیز فروخت کی اور کہا کہ اس کا رنگ سبز ہے صبح معلوم ہوا کہ رنگ سرخ ہے تو ان صورتوں میں مشتری مبیع واپس کر سکتا ہے۔[15]

صارف کو خاطر خواہ معلومات تک رسائی حاصل کرنے کا حق

صارف مبیع کو دیکھ کر یا کسی بھی ذریعہ سے مبیع کی معلومات حاصل کر سکے یہ خیارِ رؤیت کہلاتا ہے۔ خیار رؤیت سے مراد یہ ہے کہ اگر مشتری کسی چیز کو بغیر دیکھے خرید لے اور یہ شرط عائد کرے کہ دیکھنے کے بعد اگر خریدی گئی چیز پسند نہ آئی تو وہ اسے نہیں خریدے گا، مشتری کے اس اختیار کو "خیار رویت" کہتے ہیں۔ خیار رؤیت کے لئے کسی وقت کی تحدید نہیں ہے، بلکہ جس وقت دیکھے گا اسے فسخ کرنے کا حق رکھتا ہے۔ لیکن ایک مرتبہ رضامندی یا مبیع پر تصرف کے بعد مشتری کا یہ اختیار نہیں رہتا۔

حدیث میں ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنی زمین جو کہ بصرہ میں تھی فروخت کی، کسی نے حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا: آپ کو اس خرید و فروخت میں نقصان ہے، تو انہوں نے کہا کہ مجھے اس خرید و فروخت میں خیار حاصل ہے کہ میں نے بغیر دیکھے خریدی ہے، اسی طرح حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی کسی نے کہا کہ آپ کو اس معاملے میں نقصان ہے تو انہوں نے بھی کہا کہ مجھے خیار حاصل ہے کیونکہ میں نے بغیر دیکھے بیع کردی ہے۔ لہذا اس معاملے میں دونوں حضرات نے حضرت جبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنا حکم بنایا یا انہوں نے حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں فیصلہ دیا۔ یہ واقعہ صحابہ کرام کے زمانے میں واقع ہوا اور کسی نے اس پر انکار نہیں کیا لہذا یہ بمنزلہ اجماعِ صحابہ کے ہے۔[16]

خیار رؤیت صرف مشتری کو حاصل ہوتا ہے، لہذا بائع نے ایسی شے فروخت کی جسے اس نے نہیں دیکھا مثلاً اسے ترکے میں کوئی چیز ملی اور بغیر دیکھے اس نے فروخت کردی تو اب اس کو یہ اختیار نہیں رہے گا کہ دیکھنے کے بعد بیع فسخ کردے۔ خیار رؤیت کا تعلق چونکہ دیکھنے سے ہے، اگر مشتری مبیع دیکھے بغیر اپنے اس خیار سے دستبرداری کا اعلان بھی کردے تو پھر بھی یہ خیار ختم نہیں ہوگا بلکہ دیکھنے کے بعد وہ اسے استعمال کر سکتا ہے۔ اگر کسی شخص کو خرید و فروخت میں دھوکہ ہو جاتا ہو تو اسے شریعتِ اسلامیہ نے خیارِ شرط کی اجازت دی ہے، یہ مشتری کیلئے بہت بڑی سہولت ہے اور وہ نقصان سے بچ سکتا ہے۔

صارفین کے معاشی مفادات کا فروغ اور تحفظ

صارف اپنے مفاد کو مدِ نظر رکھتے ہوئے بہتر انتخاب کیلئے پسند ناپسند کی بنیاد پر شے کی واپسی کا پورا حق رکھتا ہے۔ اسلام اس کو خیارِ شرط سے موسوم کرتا ہے۔ اصطلاح میں خیارِ شرط سے مراد یہ ہے کہ فروخت کنندہ اپنی کوئی شئے اس شرط پر بیچے یا مشتری اس شرط پر خریدے کہ مجھے اختیار ہے

---

[15]. Sābir Hussain, Syed, *Sarmāyā Kārī kay Sharī Ahkām,* Lahore, Ziā-ul-Qurān Publications, 2017, p.128
[16].Āzmī, Amjad Ali, Muftī, *Bahār-e-Shariat,* Karachi, Maktabah Al-Madina, 662/11

کہ بیع کو قائم رکھوں یا فسخ کردوں، بائع یا مشتری کا یہ اختیار "خیارِ شرط" کہلاتا ہے، اس میں اختیار کی مدت زیادہ سے زیادہ تین دن ہے اور کم سے کم کی کوئی حد مقرر نہیں، اس مدت کے اندر ایک یا دونوں جسے خیار حاصل ہے وہ بیع کو منسوخ کر سکتا ہے، جبکہ مقررہ مدت گزر جانے کے بعد بیع لازم ہو جاتی ہے اور فریقین میں سے کسی کے پاس فسخ کرنے کا اختیار نہیں رہتا۔ خیارِ شرط کے لئے یہ ضروری نہیں ہے کہ عقد کے وقت ہی خیار کا ذکر کیا جائے بلکہ عقد کے مکمل ہو جانے کے بعد دونوں نے یا کسی ایک نے خیار کا کہہ دیا تو خیار حاصل ہو جائے گا، البتہ عقد کے منعقد ہونے سے پہلے خیار کی شرط لگانا باطل ہے۔

صاحب ہدایہ نے خیارِ شرط کے جواز پر رسول اللہ ﷺ کی قولی حدیث سے دلیل دی ہے کہ حضرت حبان بن منقذ بن عمرو انصاری رضی اللہ عنہ خرید و فروخت میں اپنی ذہنی کمزوری کی وجہ سے اکثر نقصان اٹھا لیتے تھے، لہذا نبی کریم ﷺ نے ان سے کہا کہ جب کبھی بھی تم خرید و فروخت کا معاملہ کرو، تو کہہ دیا کرو "لا خلابۃ" کہ میری طرف سے دھوکہ نہیں ہے یا میرے ساتھ دھوکہ نہ کیا جائے اور مجھے تین دن تک خیار حاصل ہے۔[17] اس حدیث سے خیارِ شرط کے جواز اور اس کی زیادہ سے زیادہ مدت کا بھی پتہ چلتا ہے۔

خیارِ شرط کی مدّت

رسولِ اکرم ﷺ کا فرمان ہے:

"الخيار ثلاثة أيام۔" [18]

"خیار تین دن تک ہے۔"

خیارِ شرط میں یہ ضروری ہے کہ مدّت زیادہ سے زیادہ تین دن تک مقرر کی جائے، اگر فریقین میں سے ایک یا دونوں نے اس طرح خیار لیا کہ اُسے چند دن یا ہمیشہ کے لئے خیار حاصل ہے تو یہ درست نہیں ہے، اس طرح کسی نے تین دن سے زائد مثلاً ایک ماہ یا دو ماہ یا اس سے زیادہ کا خیار لیا تو اس میں فقہاء کی آرائ مختلف ہیں، امام ابو حنیفہ، امام شافعی کے نزدیک فاسد ہے، اگر مدّت کا تعین کر دیا جائے تو صاحبین کے نزدیک تین دن سے زائد بھی جائز ہے۔

مسترسل (ناتجربہ کار) سے زیادہ مہنگے داموں بیع کا حکم

حضرت حبان بن منقذ کو رسول اللہ ﷺ نے جو لا خلابۃ کہنے کا حکم دیا تھا اس بناء پر فقہاء کا اختلاف ہوا کہ مسترسل (جس شخص کو سودے کی قیمت کا پتا نہ ہو اور نہ ہی اس کو خرید و فروخت کا تجربہ ہو) اگر کوئی چیز خریدے اور بائع اس کے ساتھ غبن کرے (یعنی اس کی ناتجربہ کاری کی بناء پر زیادہ مہنگے داموں میں فروخت کرے) تو آیا اس کو خیارِ فسخ ہے یا نہیں؟

علامہ ابنِ قدامہ حنبلی لکھتے ہیں: مسترسل کے ساتھ جب غیر معمولی غبن کیا جائے تو اس کو بیع فسخ کرنے کا اختیار ہو گا، امام مالک کا بھی یہی مؤقف ہے جبکہ امام ابو حنیفہ اور امام شافعی کے نزدیک اس کو فسخ کرنے کا اختیار نہیں ہے کیونکہ جب چیز صحیح ہو اور اس کو کم قیمت پر فروخت کر دیا جائے تو اس سے بیع کے لزوم میں کوئی فرق نہیں پڑتا، جیسا کہ غیر مسترسل پر کسی چیز کو فروخت کر دے یا جیسا کہ معمولی غبن میں خیار نہیں ہوتا۔

---

[17]. Al-Murghīnānī, Alī bin Abū Bakr, *Al-Hidāyah*, Lahore, Maktabah Rahmāniah, 38/2

[18]. Al-Hindī, Alī bin Hassām-ud-Dīn, *Kanz-ul-Ummāl*, Beirut, Mu'assasah Al-Risālah, 91/4

علامہ ابنِ قدامہ حنبلی نے غبن کی تفسیر میں کئی قول لکھے ہیں، ایک یہ ہے کہ کسی چیز کی قیمت ایک تہائی سے زیادہ لگائی جائے یعنی دس روپے کی چیز پندرہ روپے میں فروخت کر دی جائے، امام مالک نے بھی اس کو اختیار کیا ہے، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک تہائی کثیر ہے۔ بعض فقہاء نے کہا چھٹا حصہ قیمت زیادہ ہو تو غبن ہے اور بعض فقہاء نے کہا جو قیمت تاجروں کے عام معمول سے زیادہ لگائی جائے وہ غبن ہے اور بعض فقہاء نے کہا یہ عرف پر موقوف ہے۔[19]

فقہاء مالکیہ اور حنابلہ نے مسترسل کے لئے خیار فسخ ثابت کرنے میں حدیثِ حبان سے استدلال کیا ہے، اور فقہاء احناف اور شوافع کہتے ہیں کہ یہ ان کی خصوصیت تھی۔ علامہ نووی شافعی لکھتے ہیں: فقہاء کا اس حدیث میں اختلاف ہے، بعض فقہاء نے اس کے حکم کو حضرت حبان رضی اللہ عنہ کے ساتھ خاص رکھا ہے، امام شافعی اور امام ابو حنیفہ کا یہی نظریہ ہے اور امام مالک سے بھی یہی صحیح روایت ہے اور بغداد کے مالکی علماء اس حدیث کی بناء پر مسترسل (ناتجربہ کار) کے لئے خیار فسخ کے قائل ہیں۔[20]

مکمل یا جزوی خیار

خیارِ شرط مکمل مبیع میں بھی ہو سکتا ہے اور جُز میں بھی، اگر کئی چیزوں کو ایک ہی عقد میں فروخت کیا جائے یا خریدا جائے اور ان میں سے بعض میں خیارِ شرط لیا جا رہا ہو تو ضروری ہے کہ جن اشیاء میں خیارِ شرط لیا جا رہا ہے ان کو ان کی قیمت کے ساتھ متعین کر دیا جائے تاکہ بعد میں نزاع کا باعث نہ بنے فقہاء کرام نے فرمایا ہے کہ بیع کے علاوہ درج ذیل مالی معاملات میں بھی فریقین کو خیار حاصل ہوتا ہے:

۱۔ اجارہ ۲۔ مال میں صلح ۳۔ رہن میں راہن کو خیارِ شرط حاصل ہے۔ ۴۔ معاملہ کفالہ میں مکفول لہ اور کفیل کو خیار حاصل ہے۔ ۵۔ ابراء میں یعنی ابراء کرنے والا یہ کہہ سکتا ہے کہ مجھے تین دن تک اختیار ہے کہ میں اپنا ارادہ ملتوی کر دوں۔ ۶۔ شفعہ کے معاملہ میں طلبِ مواثبت کے بعد خیار ہو سکتا ہے۔ ۷۔ حوالہ ۸۔ مضاربت ۹۔ مساقات۔[21]

بائع یا مشتری میں سے کوئی ایک اپنے حق میں کچھ کمی کرے یعنی بائع کو کچھ زیادہ دے دے اور مشتری کچھ کم لے لے تو یہ جائز ہے۔ جیسا کہ حدیث میں ہے، آپ ﷺ نے بازار میں وزن کرنے والے شخص سے فرمایا:

"زن و ارجح۔"[22]

"وزن کرتے وقت کچھ جھکتا تولو۔"

کچھ زیادہ تولنے سے اگرچہ بائع کو کچھ زیادتی محسوس ہو گی لیکن اس سے مشتری کو فائدہ ہو گا اور اس کیلئے خوشی کا باعث ہے اور اسی طرح جب کسی اور سودے میں یہ بیچنے والا خود خریدار بنے گا تو اس اصول کے تحت اسے بھی فائدہ ہو گا، یہ معاشرے میں عدل و انصاف کا سبب بنے گا اور اس سے معاشرے میں خوشگوار تاثر پیدا ہو گا اور تنازعات کا خاتمہ ہو گا۔

---

[19]. Ibn-i-Qudāmah, Abdullah bin Ahmad, *Al-Mughnī*, Beirut, Dār-ul-Fikr,1405AH, 17-18/4
[20]. Nav'vī, Yahyā bin Sharf, *Sharah Muslim,* Karachi, Nūr Muhammad Publisher, 1375AH, 7/2
[21]. Syed Sabir Hussain, *Sarmayah kāri kay Shar,ī Ahkām,* p.123
[22]. Ibn-i-Mājah, Muhammad bin Yazīd, *Al-Sunan,* Book; Al-Buyū, Chapter: Fī Rujhān fil Wazn, Hadith: 2222

ادائیگی کا احسن طریقہ

اسی طرح صارف کو احسن طریقے سے ادائیگی کی جانی چاہئے، ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے ایک اونٹ اس وعدہ پر ادھار لیا کہ جب صدقہ کے اونٹ آئیں گے تو اس اونٹ کے بدلے اس جیسا اونٹ واپس کیا جائے گا، جب صدقہ کے اونٹ آئے تو آپ ﷺ نے اونٹ دینے کا حکم دیا، عرض کی گئی کہ یہ اونٹ اس سے بہتر اور قیمتی ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: بہتر ہی ادا کیا جائے اور ساتھ ہی ارشاد فرمایا:

"ان خیار الناس احسنهم قضاءً۔" [23]

"بہتر آدمی وہ ہے جو ادائیگی کے اعتبار سے بہتر ہو۔"

صارفین کے نقصانات کا تحفظ

یوں تو تمام شرعی احکام کا مقصد ہی صارف کا نقصان سے تحفظ ہے مگر خیارِ عیب یہ تحفظ فراہم کرنے میں نمایاں مقام رکھتا ہے۔ عیب کے معنی نقصان کے ہیں، علامہ ابن ہمام عیب کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"والعیب ما تخلوا عنه الفطرة السلیمة مما یعدبه ناقصا۔" [24]

"عیب وہ ہے جب کوئی چیز اپنی اصل فطرت سے خالی ہو اور اسی بنا پر وہ نقصان والی شمار ہو۔"

حضرت واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے کسی عیب دار چیز کے عیب کو ظاہر کیے بغیر فروخت کرنے سے منع فرمایا اور ایسا کرنے والوں کے لیے سخت وعید بیان فرمائی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"من باع عیبا لم یبینه لم یزل فی مقت الله اولم تزل الملئکة تلعنه۔" [25]

"جو عیب دار چیز عیب ظاہر کئے بغیر بیچے اس کے لئے ہمیشہ اللہ کی ناراضی ہے یا فرشتوں کی لعنت ہے۔"

ایک اور حدیث میں ارشاد ہوا:

"المسلم اخوالمسلم لا یحل لمسلم اذا باع من اخیه بیعاً فیه عیب الا بینه له۔" [26]

"ایک مسلمان دوسرے مسلمان کا بھائی ہے اور جب مسلمان اپنے بھائی کے ہاتھ کوئی چیز فروخت کرے، جس میں کوئی عیب ہو، تو اس عیب کو چھپانا اس کے لئے حلال نہیں۔"

اگر صارف کوئی چیز بوقتِ خرید دیکھ کرلے جائے، پھر خریدار کو اس میں کوئی عیب نظر آجائے تو صارف کو شریعت نے یہ حق دیا ہے کہ وہ اس شے کو لوٹا دے اور بائع سے قیمت طلب کرے، علامہ کاسانی لکھتے ہیں:

[23]. Muslim, Al-Jāme Al-Sahī, Book: Al-Wakālah, Chapter: Al-Buyū, Chapter: Khyār al-Nās Ahsanuhum, Hadith: 4115

[24]. Ibn Al-Hamām, Muhammad bin Abdul Wāhid, *Fat'h-ul-Qadīr*, Beirut, Dār-ul-Fikr, 355/6

[25] . Ibn Mājah, *Al-Sunan*, Book: Al-Tijārāt, Chapter: Man Bā'a Aiban, Hadith: 2247

[26]. Ibid, Hadith: 2246

"واما خيار الشرط والعيب فثبت باشتراط العاقدين ام خيار الشرط فظاهر، لانه منصوص عليه في العقد واما خيار العيب فلان السلامة مشروطة في العقد دلالة ، والثابت بدلالة النص كالثابت بصريح فكان ثابت حقا للعبد۔" [27]

اس عبارت کا مفہوم یہ ہے کہ ہر لین دین کا معاملہ عیب سے خالی ہو اور خیارِ عیب بندے کا شرعی حق ہے۔ فتاویٰ عالمگیری میں ہے کہ خیار عیب بغیر شرط کے ثابت ہوتا ہے، اگر کسی نے کوئی چیز خرید لی اور خریدتے وقت یا اس سے پہلے اس کو کوئی عیب نظر نہ آئے اور پھر کم یا زیادہ عیب اس چیز میں ظاہر ہوا تو اسے اختیار ہے کہ چیز واپس کر دے اور اس کی قیمت کا مطالبہ کرے یا پوری قیمت ہی سے خرید لے۔[28]

صاحبِ فتح القدیر لکھتے ہیں:

"خریدار چیز کے عیب کے بارے میں مطلع ہو جائے تو اسے کل قیمت سے لینے یا بیع فسخ کرنے کا اختیار ہے، کیونکہ ہر عقد کا تقاضا ہے کہ بیچا جانے والا سودا تمام عیوب سے پاک ہو۔"[29]

اس سے واضح ہوتا ہے کہ بیع میں خیارِ عیب گاہک کے لئے شرط لگائے بغیر ثابت ہوتا ہے، اگرچہ بیچنے والا راضی نہ بھی ہو، اور یہ گاہک کا شرعی حق ہے، البتہ مالک کا بھی لحاظ رکھا گیا ہے۔ فقہاء کرام نے خیار عیب کی درستگی کے لیے مندرجہ ذیل شرائط بیان کی ہیں:

1. مبیع میں وہ نقص یا عیب عقد بیع کے وقت موجود ہو یا خریدار کے قبضہ سے پہلے پیدا ہوا ہو۔
2. مشتری کے قبضہ کے بعد بھی وہ عیب باقی رہے، اگر قبضہ میں آنے کے بعد وہ عیب نہ رہا تو خیار بھی نہ رہے گا۔
3. مشتری یا بائع کو قبضہ کے وقت عیب کا علم نہ ہو، اگر عیب جاننے کے باوجود قبضہ لے لیا تو خیار حاصل نہیں ہو گا۔
4. بائع نے عیب سے براءت نہ کی ہو، اگر براءت ظاہر کر دی تو خیار ثابت نہیں ہو گا۔[30]

مضر اور ناقص غذا سے تحفظ کا حق

شریعت اسلامیہ میں ایسی تمام اشیاء حرام قرار دی گئی ہیں جو انسان کی صحت کے لیے نقصان دہ اور مضر ہوں ہو جیسے خنزیر، مردار کا گوشت، درندوں کا گوشت اور شکاری پرندوں کا گوشت وغیرہ، نشہ آور چیزوں کے استعمال اور نشہ آور چیزوں سے بننے والی چیزوں کے استعمال سے بھی اسلام نے منع کیا اور اسے حرام قرار دیا چنانچہ اسلام نے شراب کو اسی لئے حرام قرار دیا کہ یہ انسانی صحت کے لیے نقصان دہ بھی ہے اور اس سے نشہ ہوتا ہے۔ قرآن مجید میں حلال اور پاکیزہ اشیاء کے استعمال کا حکم دیا گیا چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"وَكُلُوۡا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا۔" [31]

"اور جو کچھ تمہیں اللہ نے حلال طیب رزق دیا ہے اس میں سے کھاؤ۔"

---

[27]. Al-Kāsānī, Abū Bakr bin Masūd bin Ahmad, *Badāi Al-Sanāi fī Tartīb Al-Sharāi*, Beirut, Dār Al-Kutub Al-Ilmiyah, 297/5

[28]. Sheikh Nizām-ud-Dīn Sāni Thatwī, *Al-Fatāwā Al-Hindiyah*, Beirut, Dār-ul-Fikr, 66/3

[29]. Ibn Al-Hamām, *Fat'h-ul-Qadīr,* 355/6

[30]. Syed Sabir Hussain,*Sarmayah kāri kay Shar,ī Ahkām,* p.128

[31]. Al-Māidah, 88:5

اسی طرح حرام اور خبائث اشیاء کے استعمال سے منع کیا گیا چنانچہ قرآن مجید میں اللہ رب العزت کا ارشاد ہے:

"وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيهِمُ الْخَبٰٓئِثَ۔" [32]

"اوران کے لئے پاکیزہ چیزیں حلال کرتے ہیں اور گندی چیزیں ان پر حرام کرتے ہیں۔"

ملاوٹ کو حضور اکرم ﷺ نے حرام قرار دیا چنانچہ فرمان رسول ﷺ ہے:

"من غش فليس منا۔" [33]

"ملاوٹ کرنے والا ہم میں سے نہیں ہے۔"

اسلام نے ہر ایسے فعل کو حرام قرار دیا کہ جو صارفین کے استحصال کا باعث بن سکتا ہے شریعت نے اسے حرام قرار دیا۔

سودے پر سودا کرنے کی حرمت

نبی اکرم ﷺ کا فرمان ہے:

"لا يبيع بعضكم على بيع بعض۔" [34]

"آپ ﷺ نے سودے پر سودا کرنے سے منع فرمایا، اس اعتبار سے بیع پر بیع حرام ہے۔"

علامہ نووی لکھتے ہیں کہ اس کی مثال یہ ہے کہ کسی شخص نے مدت خیار میں کوئی چیز خریدی اس سے کوئی شخص یہ کہے کہ اس بیع کو فسخ کردو، میں تم کو یہ چیز اس سے کم قیمت پر فروخت کر دوں گا، یہ حرام ہے یا خریدار کہے کہ تم اس بیع کو فسخ کردو میں تم کو اس چیز کی اس سے زیادہ قیمت دوں گا یہ بھی حرام ہے، خریدار اور بائع دونوں کسی چیز کی بیع پر راغب اور راضی ہوں لیکن ابھی عقد بیع نہ ہوا کہ ایک اور شخص بائع سے کہے میں زیادہ قیمت دوں گا، قیمت طے ہو جانے کے بعد یہ بھی حرام ہے، البتہ نیلامی کی بولی دینا جائز ہے۔[35]

خرید و فروخت میں منافع کی حد کا حکم

قرآن و حدیث اور قواعدِ شرعیہ کے مطالعہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ شریعت کا تقاضا یہ ہے کہ لوگوں کو لین دین اور ذاتی اشیاء کے تصرف کے معاملہ میں چند شرائط کے کے ساتھ آزاد چھوڑ دیا جائے تاکہ وہ اپنی صوابدید پر بہتر انداز میں معاملات سرانجام دے سکیں لہذا اس عمومی اصول کے پیش نظر خرید و فروخت میں منافع کی شرح کی باقاعدہ کوئی تحدید نہیں کی گئی، بلکہ اسے تجارت کے عام حالات، ضرورت اور تاجر کی نوعیت پر چھوڑ دیا گیا ہے۔ چنانچہ عہدِ رسالت مآب ﷺ میں صحابہ کرام نے درخواست کی کہ آپ بازار میں فروخت ہونے والی اشیاء کی قیمتوں کو متعین کر دیں تاکہ لوگ ان ہی قیمتوں پر فروخت کرنے کے پابند ہو جائیں تو آپ ﷺ نے فرمایا:

"ان الله هوالمسعرالقابض الباسط الرازق۔" [36]

"بے شک اللہ قیمت کا تعین فرمانے والا ہے، وہیں چیزوں کو کم یا زیادہ فرماتا ہے اور وہی رزق دینے والا ہے۔"

---

[32]. Al-Ārāf, 157:7

[33]. Tirmadī, *Al-Jāme, Kitāb al-Buyū, Chapter: Mā jā'a fī Karāhiyah al-Ghash fil Buyū,* Hadith: 1315

[34]. Ahmad bin Hanbal, *Al-Musnad, Musnad: Abdullah bin Umar*, Hadith: 5862

[35]. Nav'vī, *Sharah Muslim, Book: Al-Buyū, Chapter: Tahrīm Bay al-Rajul alā Bay Akhīhi,* 3/2

[36]. Abū Dawūd, *Al-Sunan, Book: Al-Buyū,* Chapter: Tas;īr, Hadith: 3451

تاہم اس سلسلے میں شریعت کے بیان کردہ جملہ اخلاقی پہلو مثلانرمی، رعایت، حسن تدبیر اور قناعت کو مدنظر رکھا جائے اور حصولِ نفع میں اس قدر توجہ نہ ہو کہ اس سے ضرورت مندوں کا استحصال ہونے لگے۔ فقہاء کرام نے یہ بھی فرمایا ہے کہ عام حالات میں حکمران قیمتوں کے تعین میں مداخلت نہیں کرسکتے لیکن اگر وہ یہ دیکھیں کہ تاجر حضرات ذخیرہ اندوزی یا دھوکہ دہی اور جعل سازی سے قیمتوں کو بڑھا کر لوگوں کو نقصان پہنچا رہے ہیں تو وہ اس کی روک تھام کے لیے بہتر انتظام کرتے ہوئے ہوئے بازاری نرخ کا تعین کرسکتے ہیں۔[37]

بیع نجش (دھوکے کی بیع) کی ممانعت

نجش کا لغوی معنی ہے جوش دلانا، دھوکا دینا اور تعریف میں مبالغہ کرنا۔[38] نجش سے مراد یہ ہے کہ کوئی شخص چیز خریدنے کا ارادہ نہیں رکھتا بلکہ دوسرے لوگوں کو خریداری پر ابھارنے کے لیے بڑھا چڑھا کر قیمت لگاتا ہے اس کا مقصد خریداروں کو دھوکا دینا ہوتا ہے، ایسی بیع سے منع فرمایا گیا اور یہ حرام ہے۔

"نهى النبیﷺ عن النجش۔" [39]

"نبی کریم ﷺ نے نجش یعنی دھوکے کی بیع سے منع فرمادیا۔"

نجش کی ایک جدید صورت غبنِ فاحش

نجش کی ایک جدید صورت یہ ہے کہ مختلف ذرائع ابلاغ مثلاً ٹیلی ویژن ریڈیو اور اخبارات کے ذریعے مال کی ایسی خصوصیات بیان کی جاتی ہیں، جن کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں ہوتا اسی طرح ان کے ذریعے شئے کی قیمت اتنی بڑھا چڑھا کر پیش کی جاتی ہے کہ وہ غبن فاحش کے زمرے میں میں آ جاتی ہے شرعی اعتبار سے یہ صورت بھی ناجائز و حرام ہے۔

ملاوٹ اور جعلی اشیاء کی روک تھام کے لیے اسلام کے احکامات

ملاوٹ کرنے، جعلی اشیاء بنانے اور سمگلنگ کرنے اور ناجائز سامان بیچنے اور ناجائز طریقے اور ناجائز ذرائع سے مال کمانے کی اسلام نے ممانعت کی ہے اقتصادی نظام سے ان خرابیوں کو دور کرنے کے لیے اسلام نے بہت زور دیا ہے اور یہ اسلام کی خصوصیات میں سے ہے، ہر قسم کے ناجائز طریقے سے مال کمانے کی اسلام نے ممانعت کی ہے اور اس کو حرام قرار دیا ہے ہے۔

ناجائز طریقے سے مال حاصل کرنے والوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

"یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْۤا اَمْوَالَكُمْ بَیْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ اِلَّاۤ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ۔" [40]

"اے ایمان والو آپس میں ایک دوسرے کے مال ناجائز طریقوں سے نہ کھاؤ آپس میں باہمی رضامندی سے لین دین کر سکتے ہو۔"

---

[37]. Syed Sabir Hussain, *Sarmāyah kārī kay Shar'ī Ahkām,* p.134
[38]. Saeedi, Ghulām Rasūl, *Sharah Muslim,* Lahore, Farīd Book Stall, 2009, 133/4
[39]. Bukhāri, *Al-Jāme al-Sahīh*, *Kitāb al-Buyū, Chapter: al-Najash,* Hadith: 2142
[40]. Al-Nisā, 29:4

بعض اوقات تاجر حضرات کسی شئے کی قیمت بڑھانے کے لئے اپنے پاس کچھ ایجنٹ رکھتے ہیں اور پھر بولی دیتے ہیں وہ ایجنٹ پہلے سے طے شدہ منصوبے کے تحت چیز کی قیمت کو بڑھانے کے لیے بڑھ چڑھ کر بولی لگاتے ہیں۔اس طرح کی بیع کو "بیع النجش" کہاجاتا ہے۔شرعی اعتبار سے یہ بیع حرام ہے کیونکہ اس میں غرر یعنی دھوکا پایا جاتا ہے کیونکہ اس میں دلال کا ارادہ خریدنے کا نہیں ہوتا بلکہ دوسرے خواہشمند لوگوں کو برانگیختہ کر کے قیمت بڑھانا مقصود ہوتا ہے اور یہ ضرر اور غرر ہے۔

صارف کو مبیع کی حقیقت وماہیت جاننے کا حق

اللہ تعالی نے انسان کو عقلِ سلیم اور حفظِ عقل عطا کی ہے اس کا تقاضہ ہے کہ انسان حلال و حرام، اچھے اور برے، فائدہ مند اور مضر اشیاء کا فرق کرے۔ قرآن و حدیث میں حلال و حرام کے احکام مفصل بیان کیے گئے ہیں، حلال اشیاء کھانے کی ترغیب دی گئی ہے اور حرام اور مضر صحت اشیاء سے بچنے کا صراحتاً حکم دیا گیا ہے ارشاد باری تعالی ہے:

"اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيْرِ وَمَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ۔"[41]

"اللہ نے تم پر مردار اور خون اور سور کا گوشت اور اور وہ جانور حرام کئے ہیں جس پر غیر اللہ کا نام بلند کیا گیا ہو۔"

حرمت سود کے بارے میں واضح حکم بیان کیا گیا:

"وَاَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰواؕ۔" [42]

"اور اللہ نے بیع کو حلال اور سود کو حرام کیا۔"

شراب کی حرمت کے بارے میں اعلان فرمادیا گیا، ارشادِ ربّانی ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَ الْاَنْصَابُ وَ الْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ [43]

"اے ایمان والو! شراب اور جوا اور بت اور قسمت معلوم کرنے والے تیر ناپاک شیطانی کام ہیں تو ان سے بچ جاؤ تاکہ تم فلاح پاجاؤ۔"

چنانچہ صارفین کو حلال و حرام سے متعلق احکام سے مکمل معلومات حاصل کرنا ضروری ہے اور یہ ان کا مذہبی فریضہ بھی ہے۔

شریعت اسلامیہ نے تاجر یا صنعتی اداروں کو کو ایسے تمام امور سے روکا ہے جن سے صارفین کا استحصال ممکن ہے جیسے ناپ تول میں کمی کرنا اشیاء میں ملاوٹ کرنا اور دھوکہ دہی وغیرہ۔

ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ ایک غلہ بیچنے والے کے پاس سے گزرے، تو آپ ﷺ نے غلے کے ڈھیر میں ہاتھ ڈالا تو انگلیاں تر ہوگئیں، تو ارشاد فرمایا: یہ کیا ہے غلہ بیچنے والے نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ یہ بارش سے گیلا ہوگیا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: اسے اوپر کیوں نہیں رکھا کہ لوگ دیکھ سکیں، پھر آپ ﷺ نے فرمایا: من غش فلیس منا جو دھوکہ دے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔[44]

---

[41]. Al-Baqarah, 173:2
[42]. Ibid, 275
[43]. Al-Mā'idah, 90:5

حضرات خلفاء راشدین کا عمل بھی یہی تھا کہ وہ وقتاً فوقتاً بازار کا دورہ کرتے اور بازاری نرخ معلوم کرتے تاکہ لوگوں کو گرانی سے بچایا جا سکے، ایک مرتبہ ایک شخص حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا آپ نے اس سے مختلف اشیا کے نرخ معلوم کیے تو اس شخص نے ہر چیز کے نرخ الگ الگ بیان کیے اس سے آپ کو اطمینان ہوا، حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ جمعہ کے دن لوگوں سے باقاعدہ بازاری نرخ دریافت کرتے تھے، حضرت علی اس حالت میں میں بازار میں نکلتے کہ ان کے ہاتھ میں ایک درہ ہوتا اور وہ لوگوں کو تقوی اختیار کرنے اور اچھی طرح خرید و فروخت کرنے کا حکم دیتے اور فرماتے کہ ناپ تول پورا پورا کیا کرو۔ مذکورہ بالا تمام امور سے براہِ راست صارفین کو فائدہ پہنچتا ہے اور یہ ان کے شرعی حقوق ہیں۔

نتائج البحث:

1. اقوامِ متحدہ کے تجویز کردہ حقوق برائے صارفین میں بنیادی ضروریات کا حق ، حفاظت کا حق، معلومات کا حق، انتخاب کا حق ، شنوائی کا حق ، نقصان کے ازالہ کا حق ، تعلیم کا حق اور صحت مند ماحول کا حق وغیرہ شامل ہیں۔
2. اقوامِ متحدہ کے تجویز کردہ حقوق کی نسبت شریعتِ اسلامیہ نے صارفین کے حقوق زیادہ تفصیلاً بیان کئے ہیں اور ان میں بڑی وسعت و جامعیت ہے اور عصری تقاضوں کو پورا کرنے کی مکمل صلاحیت رکھتے ہیں۔
3. شریعتِ اسلامیہ نے صارفین کو خریداری میں انتخاب کا مکمل حق دیا ہے اور جائز خرید و فروخت کی مکمل آزادی دی ہے۔
4. صارفین کو شرعی حق حاصل ہے کہ اس کے نقصان کی تلافی کی جائے۔
5. شریعت اسلامیہ نے صارفین کو اشیاء کی بناوٹ، ماہیت، خصوصیت، مقدار اور معیار کے بارے میں جاننے کا مکمل حق دیا ہے۔
6. اسلام نے حلال و حرام اشیاء کو تفصیلاً بیان کیا ہے اس سے صارفین کو اشیاء کی حلت و حرمت ، نفع و نقصان کے بارے میں مکمل آگاہی حاصل ہوتی ہے۔
7. صارفین کو نقصان سے محفوظ رکھنے کے لئے ایسی بیع ممنوع ہے جس میں دھوکہ، غرر یا ملاوٹ ہو، ان کو حرام قرار دیا گیا ہے۔
8. فقہ اسلامی میں بذریعہ خیارِ شرط، خیارِ رؤیت اور خیارِ عیب صارف کو سودے کی منسوخی یا عیب دار اشیاء کی واپسی کا حق حاصل ہے

سفارشات:

1. پاکستان میں صارفین کے حقوق کے تحفظ کے لئے اگرچہ قانون سازی کی گئی ہے لیکن عام صارفین کو اپنے حقوق کے بارے میں علم نہیں ہے، لہٰذا ریاست کی ذمہ داری ہے کہ صارفین کو ان کے حقوق کی مکمل آگاہی دینے کے لئے مؤثر نظام قائم کرے۔
2. صارف کو معاشی استحصال سے بچانے کے لئے ریاست آسان اور مؤثر طریقہ کار وضع کرے تاکہ صارفین کے حقوق کا تحفظ ہو سکے۔
3. صارف کو غرر، نقصان، دھوکہ دہی اور ناقص مبیع سے بچانے کے لئے خاطر خواہ اقدامات کئے جائیں۔
4. دنیا کی ایک تہائی مسلم آبادی حق رکھتی ہے کہ اقوام متحدہ ان کے لئے مسلم قوانین کو مدِ نظر رکھتے ہوئے قانون سازی کرے۔

---

[44]. Tirmadī, *Al-Jāme, Book: Al-Buyū, Chapter: Karahiyah AL-Khash Fi Al-Buyū,* Hadith: 1315